محمد زاہد خان
اسکالر پی ایچ ڈی اُردو،
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

نثری اور شعری اسالیب۔امتیازات واختصاص

Style has different temperaments and tendencies viz. different genres of literature namely prose and poetry. Poetry on the one hand is paradoxical to its counter genre that is prose. The stylistic analyses of the poetic canon unfold very many distinct differences between prose and poetry. To begin with, stylistic overview of poetry underscores creativity whereas prose is constructive. Furthermore, poetry when it comes to style displays idealism at its best while realism spurs out of prose. In a capsule, style moulds poetry and prose to an extent that even slightest differences standout. The researcher has tried his utmost to lucidly elucidate the distinction between the style of prose and poetry.

ادب کو عموماً دو خانوں میں منقسم کیا جاتا ہے اول شاعری، دوم نثر۔شعر ونثر کے تخلیقی عمل میں جہاں دیگر اسباب ولوازمات کی الگ الگ ضرورتیں ہو سکتی ہیں اسلوبیاتی سطح پر بھی شعر ونثر ایک دوسرے کے مقابلے میں امتیازات واختصاص رکھتے ہیں۔شاعری اور نثر نگاری دونوں تخلیقی عمل ہیں مگر دونوں کی اسلوب کے حوالے سے ضرورتیں مختلف ہیں۔منظر عباس نقوی لکھتے ہیں:

> نثری اسلوب وہ ہے جس کا تعلق بنیادی طور پر ادائے خیالات سے ہو اور شعری اسلوب وہ ہے جو اظہار جذبات کے لیے مخصوص ہے۔ادائے خیال سے مراد یہ ہے کہ مصنف کے ذہنی تجربات بے کم وکاست قاری کے ذہن تک منتقل ہو جائیں۔(۱)

صاحبِ اقتباس نے نثر کو خیالات کے ابلاغ کا ذریعہ جبکہ شعر کو جذبات کے اظہار کا وسیلہ کہا ہے گویا نثر ایک ایسا فن ہے جو واقعات کو معروضی تجزیے کے ساتھ بے کم وکاست پڑھنے والے تک منتقل کرتا ہے۔یعنی نثری اسلوب ایک ایسا تعمیری عمل ہے جس میں علائم ورموز اور تشبیہ واستعارے کی جگہ سادگی، بے ساختگی اور روانی ہونی چاہیے۔اس کے مقابلے میں شعری اسلوب چونکہ اظہار جذبات کے لیے مخصوص ہے اور جذبہ تخیل کی زبان سے گفتگو کرتا ہے۔لہٰذا تخیل کی اس دنیا کی ترجمانی کسی منطق کی تابع نہیں بلکہ تخلیق کار اس کی ترجمانی

کے لیے موادنہ صرف خودخلق کرتا ہے بلکہ اس کی پیش کاری کے لیے تشبیہ واستعارے کا استعمال بھی کرتا ہے اور ایک حدتک مبالغہ آرائی بھی ادائے جذبات میں اس کی معاون ومددگار ثابت ہوتی ہے۔آل احمد سُرور لکھتے ہیں:۔

> نثر کی زبان اورنظم کی زبان میں فرق ہے حالانکہ دونوں ادب کی شاخیں ہیں۔یعنی دونوں میں حسن بیان کی نوعیت مختلف ہے۔نظم کی زبان تخلیقی ہوتی ہے نثر کی تعمیری۔نظم اس چاندنی کی طرح ہے جس میں سائے اور گہرے اور بلیغ معلوم ہوتے ہیں۔نثر اس دھوپ کی طرح جو ہر چیز کو آئینہ کر دیتی ہے۔نظم وہ کنجی ہے جو ذہنی تصویروں کا صنم کدہ وا کرتی ہے۔نثر وہ تلوار ہے جو حق وباطل کا فیصلہ کرتی ہے۔نظم میں ہر لفظ، بقول غالب گنجینۂ معنی کا طلسم ہے۔نثر میں (لفظ) وہ اینٹ ہے جو کسی دوسری اینٹ کے ساتھ مل کر تاج محل بنتی ہے۔نظم زبان کی توسیع اور نثر اس کی حفاظت کا نام ہے۔نظم مے خانہ ہے اور نثر آئینہ خانہ۔(۲)

سُرور کے اس نسبتاً طویل اقتباس کی تلخیص کی جائے تو نثر اور نظم کے اسلوب کے امتیازات کے حوالے سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

- نثر کی زبان تعمیری اظہار کا نام ہے۔
- نظم کی زبان تخلیقی اظہار کا نام ہے۔
- نظم خیالات کی دنیا کے دروازے کی چابی ہے۔
- نثر واقعات کی دنیا کے دوٹوک اظہار کا نام ہے۔
- نظم میں لفظ تہ دار اور گہری معنویت کے حامل ہوتے ہیں۔
- نثر میں لفظ سامنے کی معنویت کے ساتھ دوسرے لفظوں کے ساتھ مل کر بغیر کسی ابہام کے واضح خیال کا موزوں اظہار کرتے ہیں۔
- نظم عالم تخیل کی بے خودی کا بیان ہے
- جبکہ نثر آئینہ خانے کی طرح حقیقتوں کو آشکار کرنے کا نام ہے۔

ان تمام نکات سے جو ایک بات بڑی شدومد کے ساتھ مترشح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نثر حقیقتوں کی وضاحت کا وسیلہ ہے جبکہ نظم جذبات کے اظہار کا طلسم خانہ۔یہ تشریح یا دوسرے لفظوں میں کُلیہ بہت حد تک صحیح ہونے کے باوجود ہر شعری اسلوب یا نثری اسلوب پر فٹ نہیں بیٹھتا کیونکہ نثر میں بھی شعریت آسکتی ہے اور وہ لطیف جذبات کے اظہار کا وسیلہ بن سکتی ہے۔اردو افسانے کے علامتی دور اور اس کے بعد آنے والے بہت سے افسانہ نگاروں کی نثر شعریت سے بھرپور ہے رشید امجد کے افسانے اس کی بہترین مثال کہے جا سکتے ہیں۔اس کے ساتھ بعض نظمیں بھی ایسی ہو سکتی ہیں کہ جو مترنم غنائی شعری فضا کے ساتھ ساتھ اپنے اندر منطقی اور واقعاتی امور بھی رکھتی ہوں۔مستفیض الحسن

لکھتے ہیں:

نثر ہو یا نظم دونوں اصناف ادب میں اسلوب بیان بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس سلسلے میں کسی ایک صنف کو دوسری پر فوقیت دینا درست نہیں۔۔۔نظم مترنم الفاظ کا ایک مجموعہ ہوتی ہے۔نثر میں بھی روانی ہوتی ہے۔۔۔شعر عالم تخیل سے تخلیق ہوتا ہے اس لیے اس کا اسلوب نازک اور مترنم ہوتا ہے۔نثر واقعاتی امور کی نگارش کے لیے مخصوص ہے اس لیے اس کا اسلوب سادہ، بے ساختہ، رواں اور سلجھا ہوا ہونا چاہیے۔لیکن یہ امتیاز بھی صرف اصطلاحی ہے اور یہ حد بندی بھی صحیح نہیں۔ بعض اوقات نثر بھی لطیف ہو جاتی ہے اور اس میں شعری نزاکتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔بعض اوقات نظم اصطلاحاً تو نظم ہوتی ہے مگر اس میں واقعاتی امور بیان کیے جاتے ہیں۔(۳)

یعنی حتمی طور پر یہ قدغن نہیں لگائی جاسکتی کہ نثری اسلوب مکمل طور پر واقعیت کے تابع ہو اور اس میں لطیف شاعرانہ جذبات کی آمد کی گنجائش ہی باقی نہ رہے اور شعر کو تخیل کی سرحدوں سے باہر نکل کر معروضی حقائق اور واقعاتی امور کے بیان سے قطعاً روک دیا جائے۔ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ کسی نثری اسلوب میں لفظوں کی دروبست مستحکم بنیادوں پر استوار ہو۔واقعیت بھی ہو اور لفظوں کی ترتیب کسی خاص آہنگ کے تابع بھی ہو مگر اس کے ساتھ ساتھ اس منطقی پیرایہ بیان میں جذبے کی مٹھاس بھی گھل جائے تو یہاں بھی نظم کی طرح جذبات کی مصوری کے نقش ابھرنے لگیں گے۔ہمارے یہاں اردو ادب میں اس طرح کی نثر موجود بھی ہے اور اسے ''شاعرانہ نثر'' یا ''نثر میں شعریت'' جیسے ناموں سے پکارا بھی جاتا ہے۔اور ہمارے یہاں ایسی نظموں کی بھی کمی نہیں کہ جس کا متن ٹھوس واقعیت اور تاریخ سے بھرپور ہے مگر ان کی مترنم شعری فضا بھی بھرپور جذبے کے ساتھ قائم رہتی ہے۔حالی کی مدوجزر اسلام اور اقبال کی بہت سی نظمیں اس کی مثال کہی جاسکتی ہیں۔

ان بحثوں اور اوپر بیان کردہ اشتراکات کے باوجود ایک بات طے ہے کہ نثر اپنے منظر نامے اور نظم اپنے تناظر میں دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔اور شاعر کے اسلوب اور نثر نگار کے اسلوب کے درمیان ایک امتیازی لکیر قائم کرنا اور ان کے امتیاز و اختصاص کو سامنے لانا بہرحال ضروری بھی ہے کیونکہ کسی نظم میں واقعیت کا ہونا اور کسی نثر میں جذبے کا ہونا اگرچہ کوئی شجرِ ممنوعہ نہیں مگر یہاں یہ دیکھنا ہے کہ ان بیان کردہ دونوں اسالیب کے لیے موزوں کیا ہے۔ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

شعر کا تمام دارومدار جذبے پر ہے۔اگر کسی موزوں کلام میں جذبہ نہیں تو وہ حقیقی شعر نہ ہوگا۔نثر میں جذبے کا ہونا ضروری نہیں۔نثر کی قلم شعر کی قلمرو سے وسیع تر ہے،اس میں جذبے کا اظہار ممکن ہے اور معقولات،معلومات،محسوسات،جذبات اور حقائق مجرد کا بیان بھی۔شعر کی گہرائی اور شدت کے مقابلے میں نثر کے میدان میں وسعت ہے۔شعر اگر دل کی گہرائیوں کا غوّاص ہے تو نثر ذہنی وسعتوں کی دشت نورد۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شعر داخلیت کے موزوں ترین اظہار بیاں ہے اور نثر خارجیت کے لیے۔شعر اور نثر میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ شاعر تخلیق کے دوران اپنے

مواد کو خود تخلیق کرتا ہے۔لیکن نثار کا مواد پہلے سے ہی موجود ہوتا ہے جسے وہ Plan کے تحت تعمیر

کرتا ہے۔۔۔نثر میں جذبہ کبھی کبھی کا مہمان ہوتا ہے مگر شعر میں صاحب خانہ ہے۔(۴)

درج بالا اقتباس کا تجزیہ کیا جائے اور اس سے نثری اور شعری اسلوب کے حوالے سے کوئی نتیجہ نکالا جائے تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱ ۔ موزوں کلام یعنی شعر میں جس شے کو بنیاد یا جوہر کہہ سکتے ہیں وہ اس میں جذبہ کا ہونا ہے۔

۲ ۔ نثر میں جذبے کا ہونا ضروری نہیں مگر اس میں ٹھوس واقعیت کی وضاحت کا ہونا ضروری ہے۔

۳ ۔ یعنی شعر میں واقعیت کا ہونا ضروری نہیں اضافی ہے جبکہ نثر میں جذبہ کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اضافی ہے۔

۴ ۔ شعر کے مقابلے میں نثر کا کینوس زیادہ وسیع ہے۔

۵ ۔ شعر دل کی دنیا یعنی داخلیت کا ترجمان ہے اور نثر ذہنی وسعتوں کی امین یعنی خارجیت کے لیے موزوں ترین اظہار بیاں ہے۔

۶ ۔ شاعر تخلیق کار ہے جبکہ نثر نگار تخلیق کار ہونے کے باوجود اس معمار کی طرح ہے جس کے سامنے اس کا مواد یعنی اینٹ گارا پہلے سے موجود ہوتا ہے اور وہ اسے ایک خاص ترتیب کے ساتھ چنتا ہے اور ایک تعمیری عمل کا حصہ بن جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ شاعر اور نثر نگار اپنی تخلیقی یا تعمیری ضرورتوں کے تحت اپنے اسلوب بیان کو تشکیل دیتے ہیں۔دونوں اپنے اپنے اور الگ الگ اسلوب بیان کے مالک ہوتے ہیں۔شعری اسلوب کا سرچشمہ تخیل ہے جبکہ نثری اسلوب کے سوتے واقعیت اور وضاحت کی بنیادوں سے پھوٹتے ہیں۔

حوالہ جات

۱ ۔ منظر عباس نقوی،''اسلوبیاتی مطالعے''،ایجوکیشنل بک ہاؤس،علی گڑھ،۱۹۸۹ء،ص،۹

۲ ۔ آل احمد سرور،مضمون نگار،''نثر کا اسٹائل''،مشمولہ:''اسالیب نثر پر ایک نظر''،محولہ بالا،ص،۳۸۔۳۹

۳ ۔ مستفیض الحسن سید،''اسلوب بیان''،مشمولہ:''اسالیب نثر پر ایک نظر''،ص،۶۱۔۶۲

۴ ۔ سید عبداللہ،ڈاکٹر،اشارات تنقید،ص،۲۷۲